تربیتی سیریز : 7

نوآبادیاتی نفسیات

(Psychology of colonialism)

رفیق جعفر

کتابچہ: نوآبادیاتی نفسیات
بارِ اوّل: دسمبر 2010
ادارہ: سگار پبلی کیشنز

بلوچ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن (آزاد)

نوآبادیاتی نفسیات
(Psychology of colonialism)

افریقہ اور ایشیا کے کئی ممالک کے باشندوں نے کچھ ایسے تجربات حاصل کئے ہیں جو امریکہ اور یورپ کے لوگوں نے نہیں کئے۔ یہ تجربات نو آبادیت کے دورسے گزرنے کے تجربات ہیں۔ کئی افریقی اور ایشیائی ممالک یورپی نوآبادیت کے تسلط میں جکڑے رہے ہیں اور کچھ ممالک تو آج بھی اس صورت حال سے دوچارہیں۔جن ممالک نے نوآبادیاتی نظام کا تجربہ کیا ہے ان میں اہم نفسیاتی تبدیلیاں آئی ہیں اور کچھ مخصوص نفسیاتی رجحانات پیدا ہوئے ہیں جوکہ یورپ اور امریکہ کے لوگوں میں نہیں پائے جاتے۔ نوآبادیاتی نظام سے پیدا ہونے والی نفسیات کا کچھ ماہرینِ نفسیات اور ماہرین طب نفسی نے جائزہ لیا ہے۔ ان سب میں نمایاں اور سب سے اہم نظریات الجزائر کے ماہر طب نفسی فرانز فینن کے ہیں ۔

فرانز فینن(fanon) (1961)-(1925)ایک نیگرو ماہرطب نفسی تھاجو کہ ایک فرانسیسی نوآبادی مارٹینیک میں پید اہوا۔اُس نے اعلیٰ تعلیم فرانس سے حاصل کی اور پھراسے الجزائرکے ایک اسپتال میں بطور ماہرطب نفسی کام کرنے کا موقع ملا۔اس وقت الجزائر فرانس کی نوآبادی تھا۔ 1954میں الجزائر کے عوام نے فرانسیسی نوآبادکاروں کے

خلاف مسلح جدوجہد شروع کردی۔ جب فینن نے ہسپتال میں کام شروع کیا تو اس وقت الجزائر کے عوام کی مسلح جدوجہد زوروں پرتھی۔فینن نے ایک طرف تو ان ذہنی مریضوں کی نفسیات سمجھنے کی کوشش کی جو اس کے پا س آتے تھے دوسری طرف اس نے الجزائر کے عوام کی جدوجہد کو سمجھنے کی کوشش کی اور اس کا تجزیہ کیا۔اپنے تجربات اور تحقیقات کی بناء پر فینن نے نوآبادیاتی نظام کے نفسیاتی محرکات وضع کئے۔ فینن نے اپنے نظریات کو دواہم مشہورکتابوں میں پیش کیا ان کے نام ہیں (Balck white mask,skin)،(کالی چمڑی اور گورا نقاب)1952اور Wreched of the earth (1961) جس کا اردو ترجمہ افتادگانِ خاک کے نام سے شائع ہوچکا ہے۔

فینن نے کہا کہ جیسے ہی کسی ملک کے لوگ کسی علاقے پر اپنا تسلط قائم کرتے ہیں۔اس علاقے کے باشندوں کی زندگی اور ان کی نفسیات میں تبدیلی آجاتی ہے۔ تسلط قائم کرنے والے نوآبادکار (colonizer) بن جاتے ہیں۔اور جن لوگوں پر نوآبادیاتی تسلط قائم کیا جاتا ہے وہ استعمار زدگان (colonized)بن جاتے ہیں ۔یعنی ملک کے باشندے اپنی آزاد حیثیت کھو بیٹھتے ہیں ۔نوآبادکاراپنا تسلط قائم رکھنے کیلئے طاقت اورتشدد استعمال کرتا ہے۔اس کے علاوہ وہ کچھ نفسیاتی ہتھکنڈے بھی استعمال کرتا ہے۔ نوآبادکار ،نوآبادی کے باشندوں پر یہ ظاہرکرتا ہے کہ یہ لوگ بڑے جاہل ،وحشی ،جنگلی اور غیرمہذب ہیں اور ان کا ملک بہت پسماندہ ہے۔اور نوآبادکار اس ملک کے باشندوں کو پسماندگی

اور جہالت سے نکالنے اور تہذیب یافتہ بنانے کیلئے آیا ہے۔ نوآبادکار کا اصلی مقصد نوآبادی کے خام مال اور ذخائر کولوٹنا اور نوآبادی کو بطور ایک منڈی استعمال کرنا ہوتا ہے۔ نوآباد کاراپنے ملک کاپیدا کردہ تیارمال بھیج سکے۔لیکن اپنا مقصدپورا کرنے کے لئے اس کے لئے نوآبادی کے عوام پرتسلط قائم رکھنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے نوآبادکار تشدد کے علاوہ نفسیاتی طریقہ کاربھی استعمال کرتا ہے۔

نوآبادکار نوآبادی کے باشندوں میں یہ تصور پھیلاتا ہے کہ یہ باشندے نوآبادکارکے مقابلے میں ذہنی لحاظ سے کمترہیں ۔اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کئی طریقے استعمال کئے جاتے ہیں ۔ایک طرف وہ اپنے سائنس دانوں کی "تحقیقات" کے ذریعے"ثابت " کرتا ہے کہ دیسی باشندہ غیرملکی نسل سے کمترہے۔کیونکہ اس کے دماغ کے کچھ حصوں کی بناوٹ غیرملکی نسل کے دماغ کی بناوٹ سے مختلف ہے۔اس کے علاوہ ماہرین نفسیات اپنی تحقیقات کی بنا پریہ ثابت کرتے ہیں کہ ملکی باشندوں کی اوسط ذہانت نوآبادکار کی اوسط ذہانت سے کم ہے۔یہاں یہ بات توجہ طلب ہے کہ ذہانت کی پیمائش کی خاطر جو پیمانے استعمال کئے جاتے ہیں وہ نوآبادکاروں کے ممالک میں تیارکئے گئے ہوتے ہیں۔اس لئے یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ نوآبادی کے باشندوں کی ذہانت ان متعصب آزمائشوں میں نوآبادکارسے کم دکھائی دیتی ہے ۔اس کے علاوہ نوآبادکار ملک کے تاریخ دان نوآبادی کی تاریخ پرتحقیقات کرکے ثابت کرتے ہیں کہ اس ملک کے حالت کئی صدیوں سے بہت خراب تھے وہاں‌نہ کوئی تہذیب تھی ،نہ ثقافت نہ علم تھانہ ادب ۔اس کے ساتھ ساتھ نوآبادکار یہ تاثر

بھی دیتا ہے کہ صحیح تہذیب وثقافت ،علم وادب وہی ہے جو نوآبادکار کے اپنے ملک میںپایا جاتا ہے۔اگر نوآبادی کے باشندوں کو تعلیم یافتہ ،تہذیب یافتہ بننا ہے اور ادب وثقافت کی بلندیوں تک پہنچنا ہے تو ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ نوآبادکار کی تہذیب وثقافت اور علم وادب کو اپنائیں ۔نوآبادکار ان لوگوں سے جانوروں کا سا سلوک کرتا ہے۔اس کے نزدیک انسان وہی ہے جو نوآبادی کے تسلط کو تسلیم کرے۔اور اس کی تہذیب کو ثقافت ،علم وادب کو اپنائے۔

فینن نے کہا کہ نوآبادکار نوآبادی کی باشندوں کو یہ تاثردینے کی کوشش کرتا ہے کہ یہ باشندے نوآبادکار کے محتاج ہیں اور نوآبادکارکی مدد کے بغیرملک چلاہی نہیں سکتے۔ اگر نوآبادکار نوآبادی چھوڑکر اپنے ملک کو واپس چلا گیا تو ملک کے باشندے پھر پہلے کی سی"پسماندگی اور جہالت" کا شکارہوجائیں گے۔اس قسم کے نظریات کو ثابت کرنے کیلئے نوآبادکار ملک کے ماہرین نفسیات تحقیقات سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ رہنمائی کی صلاحیتیں پیدائشی طورپر ملتی ہیں ۔یہ صلاحیتیں صرف حکمرانی کرنے والے نوآبادکار طبقے میں پائی جاتی ہیں اور وراثت کے ذریعے انہی میں منتقل ہوجاتی ہیں ۔ چونکہ نوآبادی کے باشندے محکوم ہیں اس لئے ان میں رہنمائی کی صلاحیتیں منتقل نہیںہوتیں یعنی صرف نوآبادکارہی حکومت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے نوآبادی کے باشندے کبھی بھی حکومت نہیں کرسکتے۔ نوآبادکارکے جسمانی اور نفسیاتی تسلط سے نوآبادی باشندوں کے ذہنوں اور کردار پر کیا اثرپڑتا ہے؟

فینن نے اس امرپربھی غورکیا وہ کہتا ہے کہ سب نوآبادی باشندوں کا ردعمل ایک سا نہیں ہوتا مثلاً شہراور دیہاتوں کے لوگوں کو ردعمل مختلف ہوتا ہے ۔اکثر شہری مثلاً کاروباری،سرمایہ دار،دکان دار،ٹیکسی ڈرائیور وغیرنوآبادکارکی موجودگی کی وجہ سے فائدہ حاصل کرسکتے ہیں اور اس لئے وہ نوآبادکار کے تسلط اور اس کی تہذیب وثقافت کی برتری کوبھی قبول کرتے ہیں ۔دانشور طبقہ بھی نوکریوں ،عہدوں کیلئے نوآبادکار پرانحصار کرتا ہے۔اس لئے اس طبقے کا بڑا حصہ بھی نوآبادکار کے تسلط اور اس کی برتری کو قبول کرتا ہے۔ یہ لوگ احساس کمتری اور احساس محتا جی کا شکارہوجاتے ہیں ۔یہ لوگ اپنی تہذیب وثقافت اور علم وادب کو کمتر اور نوآبادکار کی تہذیب وثقافت اور علم وادب کو برتر محسوس کرنے لگتے ہیں ۔وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ واقعی جاہل اور پسماندہ تھے اور نوآبادکار انہیں جہالت اور پسماندگی سے بچانے آیا ہے اور وہی ان کی رہنمائی کرسکتا ہے۔

دیہات میں وہ اپنا اثر رسوخ والے لوگ جو(میرمعتبر)ہوتے ہیں اور کافی زمین کے مالک ہوتے ہیں وہ نوآبادکار کے ساتھ سمجھوتہ کرلیتے ہیں ۔چونکہ وہ اگرا یسا نہ کریں تو انہیں اپنی جائیداد کھونے کا خطرہ ہوتا ہے ۔پھر اس تعاون کے لئے نوآباد کار ان باثر لوگوں کو جاگیریں اور خطابات عطاکرتا ہے۔نوآبادکار کے تشدد کا شکار اکثر غریب ،کسان اور مزدورہوتے ہیں ۔کیونکہ ان کی محنت پر نوآبادکار جاگیردار ،سرمایہ دار اور شہری درمیانہ طبقہ زندہ رہتا ہے۔اس تشدد کی وجہ سے کسان اور مزدور کے ذہن میں غم وغصہ پید

اہوتا ہے ۔لیکن فینن نے نوٹ کیا ہے کہ یہ لوگ اپنے غصے کا اظہار نوآبادکار کے خلاف نہیں کرےتے بلکہ آپس میں لڑجھگڑ کر یا ایک دوسرے کو قتل کرے اپنے غصے کا اظہارکرتے ہیں۔اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ اپنی روزمرہ زندگی میں ایک کسان یامزدورکا کسی نوآباد کار سے میل جول نہیں ہوتا اس کا میل جو ل تو دوسری مزدوروں یا کسانوں سے ہوتا ہے مثلاً اگر نوآبادکار کی پالیسیوں کی وجہ سے آٹے کی قلت ہوتی ہے اور مزدور کو آٹا حاصل کرنے کیلئے راشن ڈپو کی لائن پرکئی گھنٹے کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ تو اس وقت اس مزدور کو نوآبادکار دھکے نہیں دے رہا ہوتابلکہ دوسرے مزدور اسے دھکے رہے ہوتے ہیں ۔اگر نوآبادکار کی پالیسیوں کی وجہ سے بے روزگاری بڑھتی ہے اور ایک مزدور نوکری کی تلاش میں ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے تووہ نوکری کے لئے کسی نوآبادکار سے مقابلہ نہیں کرتابلکہ اپنے جیسے مزدوروں سے مقابلہ کرتا ہے ۔اس صورت میں اگر ایک مزدور سے لڑھتا جھگڑتا ہے یا قتل وغارت کرتا ہے تو اس غصے اور تشدد کا شکار نوآبادکار نہیں ہوتا بلکہ دوسرے مزدور ہوتے ہیں ۔

نوآبادکارملک کے ماہرین نفسیات نوآبادی باشندوں کے تشدد کو ان لوگوں کی پیدائشی بربریت ،جہالت اور وحشی پن کا اظہارقرار دیتا ہے اور اس طریقے سے نوآبادکار اپنے امن پسند اور تہذیب یافتہ ہونے کا ثبوت دیتا ہے ۔یہ ماہرین نفسیات اس حقیقت کو نظراندازکرتے ہیں کہ جنگوں کے دوران جب یورپی امریکی جنگی قیدیوں کو جانوروں کی طرح قید کرکے رکھا جاتا تھااور انہیں روٹی کے ٹکڑے ڈالے جاتے تھے تو

یہ قیدی روٹی کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے پرٹوٹ پڑتے تھے۔اور ایک دوسرے کو قتل بھی کردیتے تھے۔نوآبادکار بھی نوآبادی کے باشندوں کے ساتھ جانوروں کا سا سلوک کرتا ہے۔اور ان کا روٹی حاصل کرنے کیلئے ایک دوسرے کو قتل کرنے کے لئے تیاررہنا کسی پسماندہ تہذیب یا ثقافت کا اظہار نہیں بلکہ نوآبادکارکے نافذ کردہ نظام کا آئینہ دارہے۔

دیہاتوں میں غصہ کا اظہار صرف آپس کی لڑائیوں سے نہیں ہوتا بلکہ جادو،ناچ،گانے دوسرے رسمی طریقوں سے بھی اپنے غصے کا اظہارکرتے ہیں یا پھروہ اپنے آپ کو یہ کہہ کرتسلی دیتے ہیں کہ ہماری قسمت میں یہی لکھا ہے یا خداکی یہی مرضی ہے۔اس قسم کے عقائد اور رسوم کے ذریعے لوگ اپنے غم وغصے کا اظہارکرلیتے ہیں ۔نوآبادکار اس قسم کے رسموں اور عقائد کو قائم اور زندہ رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ تاکہ لوگ اپنے غم وغصے کااظہار نوآباد کار کے خلاف نہ کریں۔اس کے علاوہ نوآبادکار نوآبادی کے باشندوں میں پائے جانے والی نسل ،ذات پات،قبائل ،زبان،مذہب اور اس قسم کے دوسرے تفریق سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے اور لوگوں کو آپس میں ان باتوں پرلڑانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ ان کے غصے اور تشدد کا اظہار ایک دوسرے کے خلاف ہو اور نوآبادکار اپنا الو سیدھا کرتا رہے ۔چونکہ نوآبادکار نوآبادی کی باشندوں کو جانوروں کی حیثیت دیتے ہیں اور ان کی ثقافت وتہذیب کو حقیر قرار دیتے ہیں اس لئے کئی باشندوں میں کمتری اور محتاجی کے احساسات پیدا

ہوجاتے ہیں ۔یہ لوگ اپنے آپ سے اس قسم کے سوالات پوچھنے پر مجبورہوجاتے ہیں کہ" میں کون ہوں؟""میراکلچرکیا ہے؟"،"میری تاریخ کیا ہے؟" یہ لوگ محتاجی اور کمتری کے احساسات کو دُورکرنے کے لئے مختلف طریقے استعمال کرتے ہیں ۔اس ضمن میں فینن نے ایک اہم طریقہ کار کی طرف توجہ دلائی جوکہ خاص طورپر شہری درمیانہ طبقے میں پایا جاتا ہے۔ یہ طریقہ کارکچھ یوں ہے۔کہ نوآبادی کا باشندہ نفسیاتی سطح پر یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ وہ بذاتِ خود نوآبادکارہے وہ نوآبادکاروں کی زبان اور لہجے میں بولنے کی کوشش کرتا ہے اور اس کا لباس پہنتا ہے اور اس کے آداب اپناتا ہے ،اس کی ثقافت اپناتا ہے ۔اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی ثقافت،زبان لباس وغیرہ کو چھوڑدیتا ہے۔اس طریقے سے نوآبادی باشندہ اپنے آپ کو نوآبادکار سے بہت قریب بلکہ برابر محسوس کرنے لگتا ہے۔اب انہیں کمتری اور محتاجی کا احساس تنگ نہیں کرتا۔اب انہیں یہ سوالات بھی تنگ نہیںکرتے کہ ان کا کلچر کیا ہے، ان کی تاریخ کیا ہے وغیرہ۔اب ان کے نزدیک ان کا کلچر ان کی تاریخ ،ان کی زبان نوآبادکارکا کلچر ،تاریخ اور زبان ہے، اس قسم کی ذہنیت کو فینن نے نوآبادی ذہنیت(Colonial mentality)کا نام دیا ہے۔اس ذہنیت کے شکار لوگ اپنے ہم وطنوں کو بالکل اسی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔جس نگاہ سے نوآبادکار دیکھتا ہے۔یعنی وہ اپنے ہم وطنوں کو گھٹیا،جاہل،بے ایمان،گندے،سست،ان پڑھ اور کاہل سمجھتے ہیں ۔اور اپنے آپ کو ان سے علیحدہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔وہ اپنے رشتہ داریوں اور دیہاتی تعلقات سے انکارکرتے

ہیں اور اپنے آپ کو ایک خالص ،تہذیب یافتہ اور پڑھا لکھا شہری تصورکرتے ہیں ۔فینن نے ذہنی مریضوں میں اس نوآبادی ذہنیت کا مختلف طریقوں سے اظہار دیکھا۔اس ذہنیت کا اظہار خاص طورپر مریضوں کے خوابوں میں ہوتا تھا۔مثلاً ایک نیگرو مریض نے خواب میں دیکھا کہ وہ بالکل سفید ہوگیا ہے چونکہ نوآبادکار ان باشندوں کو اپنے زیادہ قریب سمجھتے ہیں جو ان کی تہذیب وثقافت کو اپنالیتے ہیں ۔لہذا نوآبادی ذہنیت کے شکارلوگ یہ نفسیاتی تسکین حاصل کرتے ہیں کہ وہ نوآبادکارسے کمترنہیں ہیں بلکہ ایک جانور نہیں بلکہ انسان ہیں ۔

فینن نے نوٹ کیا کہ یہ ذہنیت نوآبادی ممالک کے دانشور طبقے میں پائی جاتی ہے۔ لیکن کئی دانشوروں کے لئے یہ کیفیت صدرف وقتی ہوتی ہے۔ وہ اس نفسیاتی مرحلے سے گزرکر ایک ایسے مرحلے پر پہنچتے ہیں ۔جہاں انہیں یہ احساس ہوتا ہے کہ ان کے ممالک کے عوام کے ساتھ ظلم ہورہا ہے۔اب وہ نفسیاتی سطح پراپنے آپ کو نوآبادکار سے منسلک کرنے کی بجائے اپنی ملک کے عوام سے منسلک کرتے ہیں۔اب نو آبادکارکی زبان ان کے ہونٹوں کو جلانے لگتی ہے،اس کا لباس،اس کی تہذیب و ثقافت، اس کا علم وادب انہیں ظلم کی علامت نظرآتے ہیں۔اب ان کو عوام کی ہربات بھلی لگتی ہے،چاہے وہ ان کی زبان ہو، ان کا لباس ہو،ان کی گندگی ہو،ان کا لڑنا جھگڑنا ہو۔دانشور اپنے آپ کو عوام کی طرح بنانے کی کوشش کرتا ہے۔وہ ان کی زبان ان کا لباس وغیرہ اپناتا ہے۔ لیکن یہ ساراعمل سطحی ہوتا ہے۔ کیونکہ

دانشور کے حالات زندگی، اس کا سوچنے کا انداز،سب عوام سے متخلف ہوتا ہے۔دانشور کے ذہنی ارتقاء کا یہ مرحلہ انتہا پسندانہ ہوتا ہے۔کیونکہ پہلے جہاں وہ عوام کی ہرچیز کو براسمجھتا تھا۔وہاں اب وہ عوام کی ہربات کواچھا محسوس کرتا ہے۔ لیکن فینن نے کہا کہ یہ مرحلہ بہت ضروری ہے۔دانشور کے لئے ضروری ہے کہ وہ نوآبادکارکی ہرچیز کو اپنے نفس سے باہرنکال پھینکے اور اس کی جگہ عوام کے طورطریقے اختیارکرے۔

اس نفسیاتی مرحلے میں دانشور اپنی پرانی تاریخ اور ثقافت کو ،جسے نوآبادکار نے وحشیانہ اور غیرمہذب قراردیا تھا،بھلا محسوس کرنے لگتا ہے۔لیکن چونکہ یہ بھلا محسوس کرنا بھی نوآبادکار کے نظریات کے خلاف ردِعمل ہوتا ہے۔اس لئے یہ سوچ بھی انتہا پسندانہ ہوتی ہے۔ اس سوچ کو فینن نے ایک مثال سے واضع کیا۔یورپی نوآبادکاروں نے جب عرب ممالک پرقبضہ کیا تو انہوں نے عربوں میں یہ نظریہ پھیلایا کہ عربوں کی ثقافت اور ان کا مذہب اسلام سب کچھ غیر تہذیب یافتہ اور پسماندہ ہیں۔اس کے ردعمل میں عرب دانشوروں نے یہ نظریہ پیش کیا کہ عرب مسلم ثقافت بہت بلند اور ترقی یافتہ رہی ہے۔

انہوں نے اپنے اس نظریے کو ثابت کرنے کے لئے پرانی عربی کتابوں اور مقالوں کا کھوج لگا نا شروع کیا۔ اس

نظریے کی وجہ سے عرب دانش وروں کی سوچ میں بہت سی الجھنیں پید اہوئیں کیونکہ عرب علاقوں کی ثقافت یکساں نہ تھی اس لئے عرب دانشور عرب مسلم ثقافت کے تصورکو ثابت نہ کرپائے۔اپنی تحقیقات اور دانشمندانہ سوچ کے نتیجے میں عرب دانشوراس نتیجے پر پہنچے کہ ایک ملک کی ثقافت کا اس کے موجودہ جغرافیائی اور معاشی حالات سے زیادہ تعلق ہے۔بہ نسبت اس کے ہزار سال پرانے ماضی سے اس نئے شعور کی بنا پر قومی ثقافت کا نظریہ پیدا ہوا جوکہ صحیح نظریہ تھا۔ فینن نے کہا کہ دانشور اس انتہا پسند منزل سے گزرکر ایک تیسرے مرحلے پرپہنچتا ہے۔ اب وہ عوام کو اونچادرجہ دے کر ان کی ہرخصوصیت کو پنانے کی بجائے عوام کو بیدار کرتا ہے۔یہ مرحلہ اسی وقت آتا ہے جب دانشور عوام میں جاتا ہے۔اور ان کی زندگی کو نزدیک سے دیکھتا ہے۔ اب اسے اس بات کا احساس ہوتاہے کہ عوام تو شروع سے ہی یہ ٹھانے ہوئے ہیں کہ نوآبادکار کو صرف تشدد کے ذریعے ہی ملک سے باہر نکالا جاسکتا ہے۔اور ان میں نوآبادکارکو اپنے ملک سے باہر نکالنے کی شدید خواہش پائی جاتی ہے۔دانشورعوام سے کئی باتیں سیکھتا ہے۔وہ دیکھتا ہے کہ عوام اپنے دل کی بات چھپاتے نہیں ہیں بلکہ جو محسوس کرتے ہیں یا سوچتے ہیں اس کا فوراَ اظہار کردیتے ہیں ۔لیکن دانشور اپنے دل کی بات چھپاتا ہے یا بہت غوروفکر اور ہچکچاہٹ کے بعد بات کرتا ہے۔یہ طریقہ دانشورنے نوآبادکار سے سیکھا ہوتا ہے۔اس نے نوآبادکار سے خودغرضی بھی سیکھی ہوتی ہے کہ پہلے اپنا بھلا دیکھو پھر دوسروں کا۔یہی وجہ ہے کہ دانشور خود غرض

ہوتا ہے ۔لیکن دیہاتوں میں جاکر وہ دیکھتا ہے کہ عوام میں‌ا جتماعی اور مل جل کر کام کرنے کے جذبات پائے جاتے ہیں ۔آہستہ آہستہ دانشور عوام کے سوچنے اور عمل کرنے کے انداز سیکھتا ہے۔ اب وہ اپنے صحیح کردار سے آگاہ ہوتا ہے ۔یعنی عوام کے ساتھ نوآبادکارکے خلاف مسلح جدوجہد میں شامل ہونا،عوام کے تشدد کو سیاسی تنظیم دینا اور باشعوربنانا،عوام کو یہ احساس دلانا کہ جو کچھ ہے انہی کے بل بوتے پرہے۔ملک کی ترقی یا زوال انہیں کے ہاتھوں میں ہے اور عوام میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ اپنے ملک کو آپ چلاسکتے ہیں ۔اور بہترین طریقے سے چلاسکتے ہیں۔

فینن نے کہا کہ نوآبادی نظام میں جو افرادنوآبادکارکے جسمانی اور نفسیاتی تشدد کا شکارہوتے ہیں ان میں سے کئی ذہنی مریض بن جاتے ہیں ۔لیکن فینن کے نزدیک ان امراض کا کلینک یا ذہنی ہسپتال میں علاج کرانے کا کوئی فائدہ نہیں۔کیونکہ کلینک کے باہروہی تشدد آمیز ماحول ہے جو ذہنی امراض کو جنم دیتا ہے۔ اس لئے ذہنی امراض کو ختم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ نوآبادیاتی نظام کو ختم کیا جائے۔یہاں ماہر نفسیات کاکام مریض کو ایسے طریقہ کاربتانا ہے جس پرعمل کرکے وہ اپنے آپ کو اور نوآبادیاتی نظام کو تبدیل کرسکے۔ جب لوگ ایک نظام کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو بھی تبدیل کرتے ہیں ۔ یہ دونوں عمل ساتھ ساتھ چلتے ہیں ۔فینن نے یہ حقیقت اپنے ارد گرد کے تجربات سے سیکھی۔1952میں الجزائر کے عوام

نے فرانسیسی نوآبادیاتی نظام کے خلاف مسلح جدوجہد شروع کردی۔ فینن نے نوٹ کیا کہ 1945ء کے بعد الجزائر کے جرائم میں ،خاص طورپر لوگوں کی آپس کی لڑائیاں اور قتل وغارت،کم ہوتے ہوئے بالکل نہ ہونے کے برابر رہ گئیں۔اس کی وجہ بالکل واضع تھی۔وہ غصہ جو پہلے لوگ ایک دوسرے کے خلاف نکالتے تھے اب اس کا رخ صحیح دشمن یعنی نوآبادکار کی طرف ہوگیا تھا۔کئی سال پرانی دشمنیاں چند دنوں میں ختم ہوگئیں، جادو،ناچ،کہانیاں،قسمت پر بھروسہ او ر ہرچیز خداپر چھوڑدینے کے عقائد اور عمل ختم ہونے لگے،قبائل اور علاقوں کے باہمی تضادات ختم ہوگئے،لوگوں میں پائی جانے والے احساسِ کمتری اور محتاجی کے احساسات،جن کا ماہرین نفسیات کئی سالوں سے علاج کرنے کی ناکام کوشش کررہے تھے،انقلابی جدوجہدشروع ہونے سے خود ہی تبدیل ہوگئے اورلوگ نڈرہوگئے۔ان میں خودداری اور خوداعتمادی پیدا ہوگئی۔اب ان میں یہ احساس ختم ہوگیا کہ وہ انسان نہیں ہیں اور نوآبادکارسے کمترہیں۔کیونکہ اب وہ نوآبادکار سے مسلح جنگ لڑرہے تھے اور یہ برابر کا مقابلہ تھا۔ اب انہیں کسی رہنما کی محتاجی نہیں رہی تھی۔ وہ اپنے فیصلے خود کو کرنے قابل ہوچکے تھے۔فینن نے کہا کہ صرف مسلح جنگ کے ذریعے ہی نوآبادی نظام کے جھوٹ اور لوگوں کے کمتری اور محتاجی کے احساسات ختم ہوسکتے ہیں ۔ فینن نے کہا انقلابی جدوجہد ہی بہترین نفسیاتی علاج ہے۔ اس نے دیکھا کہ انقلابی جدوجہد میں خاندانی رشتے بھی تبدیل ہوگئے۔ والد کا حاکمانہ دباؤ کم ہوگیا،عورتوں کی انکساری اور خاوند اور والدین سے دبے

رہنے کی عادتیں بھی جاتی رہیں۔ جس طرح معاشرے میں برابری کے رشتے قائم ہونے لگے اس طرح خاندان میں بھی برابری کے رشتے قائم ہونے لگے۔

لیکن فینن نے یہ بھی نوٹ کیا کہ کئی نوآبادیاتی ممالک میں عوام کی مسلح جدوجہد کی تکمیل سے پہلے ہی نام نہاد رہنما نوآبادکار کے ساتھ بات چیت کے ذریعے سمجھوتا کرلیتے ہیں اور قومی "آزادی" حاصل کرلیتے ہیں۔اس آزادی کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ نوآبادکارچلا جائے اور اس کی جگہ نام نہاد رہنمالے لیں۔یہ رہنما جاگیر دار اور نیم سرمایہ دار طبقے کی نمائندگی کرتے ہیں۔یہ رہنما عوام کے ساتھ وہی سلوک کرتے ہیں۔ جوپہلے نوآبادکار کیا کرتے ہیں۔وہ نوآبادکارکی تہذیب،زبان،ثقافت،علم وادب کو قائم رکھتے ہیں۔یہ رہنما نوآبادکار کا اقتصادی،فوجی،پولیس اور سول سروس کا نظام بھی برقرار رکھتے ہیں اور نوآبادکار ملک کے حکمرانوں کے ساتھ اقتصادی،فوجی اور ثقافتی رشتے بھی قائم رکھتے ہیں۔ اب نوآبادکاران رہنماؤں کے ذریعے عوام پر بالواسطہ حکومت کرتا ہے۔ جس طرح نوآبادکار عوام میں،مذہبی،قبائلی اور دوسرے تعصبات پھیلا کر حکومت کرتا تھا اسی طرح یہ رہنما بھی لوگوں کو آپس میں لڑا کرحکومت کرتے ہیں یہ"دیسی نوآبادکار" بھی عوام کو یہی سکھاتے ہیں کہ ان کی قسمت ان رہنماؤں کے ہاتھ میں ہے اور عوام کمترہے اور حکومت کرنے کے قابل نہیں ہیں۔عوام بھی اس خیال کو اپنا لیتے ہیں اور یہ سوچتے ہیں کہ ہمارے سارے مسائل اس وجہ

سے ہیں کہ ہمیں اچھے رہنما نہیں ملے ،جب کوئی صحیح رہنما آئے گا تو ہمارے ملک کے حالات ٹھیک ہوجائیں گے۔عوام یہ سوچتے ہیں کہ وہ اپنی حالات خودٹھیک نہیں کرسکتے ۔فینن کہتا ہے کہ ایسی صورتحال سے نجات پانے کے لئے عوام کو حکمران طبقے کے خلاف اسی قسم کی مسلح جدوجہد کرنی ہوگی جس طرح نوآبادکاروں کے خلاف کی تھی اور جب تک وہ ملک کے باگ دوڑ اپنے ہاتھوں میں نہیں لیں گے اپنے حالات ٹھیک نہیں کرپائیں گے۔ فینن کے نظریات نہایت ہی انقلابی اور ترقی پسند ہیں اس نے خاص طورپر تیسری دنیا کے نوآبادیاتی اور نیم نوآبادیاتی ممالک کے عوام کو اپنے مسائل حل کرنے کے لئے صحیح راستہ دکھائے ہیں اور ان راستوں پرچلنے کے طریقہ ہائے کار بھی واضع کئے ہیں ۔فینن نے یہ بات بھی عیاں کردی ہیںکہ لوگوں کی نفسیاتی مسائل کا حل روایتی نفسی علاج کے طریقہ کارمیں نہیں ہے کیونکہ یہ مسائل اس نظام کے پیداوار ہوتے ہیں جس میں عوام زندگی بسرکررہے ہوتے ہیں ۔جب تک اس نظام کو تبدیل نہ کیا جائے عوام کے مسائل حل نہیں ہوسکتے ۔

O

سگار پبلی کیشنز کے تربیتی سیریز کا مقصد بلوچ عوام خصوصاّ نوجوانوں کو بنیادی سیاسی تصورات و نظریات، بلوچ تاریخ و ثقافت، بلوچی و براہوی زبان اور بلوچ قومی تحریک و دنیا کی دیگر تحریکوں کے متعلق عام فہم انداز میں آگاہی فراہم کرنا ہے۔

"نوآبادی نفسیات" اس سیریز کی ساتھویں کڑی ہے، جو کہ رفیق جعفر کی کتاب"نفسیات کا ارتقائ" سے لی گئی ہے ۔ اس کتابچے کا مقصدمعروف فرانسیسی نفسیاتدان فرانز فینن کی نو آبادی نفسیات کے حوالے سے دیے گئے تحقیقی نتائج کو مختصراً بیان کرنا ہے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ وہ اس کتابچے میں کوئی غلطی یا کمزوری دیکھیں تو اس بارے میں ہمیں آگاہ کرکے اپنی اصلاح کا موقع فراہم کریں۔

سگار پبلی کیشنز